ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

بہار علی
ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اردو، شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
پروفیسر ڈاکٹر اظہار اللہ اظہار
پروفیسر شعبہ اردو اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور
توشیبا سعید
ریسرچ سکالر پی ایچ ڈی اردو، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

احمد فرازؔ کی غزل میں تصوّرِ عشق: تجزیاتی مطالعہ

Bahar Ali
Research Scholar PhD Urdu, Deptt; of Urdu, Islamia College University Peshawar
Prof Dr. Izhar Ullah Izhar
Professor, Deptt; of Urdu, Islamia College University Peshawar
ToshibaSaeed
Research Scholar Deptt; of Urdu Hazara University Mansehra

Concept of Love in Ahmed Faraz's Ghazal: An Analytical Study

The concept of love and beloved is fundamental in human nature. It is also built in human yeast and it is also a requirement of life. Just as man cannot imagine life without breath, similarly his life is without love. Can't stay calm. Limiting love to only man and Allah is like avoiding its vastness. There are other angles which are important in their own way. Talking about the poet, the main element of his poetry is ALLAH, the universe. And to love a person. Ahmad Faraz is a person of flesh and blood who breathes as a lover. Similarly, by referring to some famous poets of Urdu, Faraz's concept of beloved has been used to clarify his concept of beloved. There is a fact that the above-mentioned this psychological condition was present in poets, but in Faraz, a contradictory picture can be seen. The reference to Hasrat is taken from his famous ghazal that Hasrat also has the same condition as Faraz.

Keywords: *Ahmad Faraz , human nature , ghazal , Hasrat*

انسان کی فطرت میں محبوب اور عشق کا تصور بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔یہ انسانی خمیر میں بھی رچا بسا ہے اور زندگی کا تقاضا بھی ہے۔انسان جس طرح سانس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کر سکتا اسی طرح عشق کے بغیر بھی اس کی زندگی پر سکون نہیں رہ سکتا۔عشق کو صرف انسان اور اللہ تک محدود رکھنا گویا اس کی وسعت سے گریز کرنا ہے۔اس کے اور بھی زاویے ہیں جو اپنے طور اہم ہیں۔شاعر کی بات کریں تو اس کی شاعری کی بنیادی عنصر ہی اللہ،کائنات اور انسان سے عشق کرنا ہے۔اس کے شعور میں یہی باتیں پائی جاتی ہیں۔احمد فراز کی شاعری میں محبوب اور عشق کا تصور انسان تک مکمل محدود نہیں ہے لیکن اس کی شاعری میں گوشت پوست کے انسان کا ذکر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔فراز کا عشق تصوراتی دنیا سے الگ ہے۔اس بات کو بیان کرنے کا مقصد اور ضرورت اس حوالے سے ہے کہ فراز کی شاعری میں اس بات کو کھل کر بیان کیا جاسکے۔

فراز کی شاعری میں محبوب کے بارے میں وہ رائے بھی موجود نہیں ہے جو فراز کے ہمعصر اور قدیم بہت سے شعراء کے ہاں پایا جاتا ہے اسی تصور نے فراز کی شاعری کو ایک نئے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جو کہ انسانی جذبات کی صحیح نمائندگی کرتا ہے۔احمد فراز نے محبوب کو آئیڈیل نہیں رکھا بلکہ ایک جیتا جاگتا اور اسی دنیا میں زندگی گزارتا ہوا بیان کیا ہے۔احمد فراز کی غزل میں محبوب سے دل لگی کا تصور دوسرے شعراء سے ذرا مختلف ہے۔پروین شاکر اس حوالے سے لکھتی ہیں:

> "فراز کا محبوب روائتی تصور سے یوں بھی مختلف ہے اس کا سن شاذ ہی سولہ یا سترہ کا ہوتا ہے اگرچہ عشق کے لیے لڑکی کی آئیڈیل عمر سولہ برس ہے اور آئیڈیل صفت حماقت تسلیم کی جاتی ہے مگر فراز اپنی برادری سے ذرا ہٹ کر سوچتے ہیں یہاں فراز کی شرط ذرا کڑی ہے:
>
> ہر حسن سادہ لوح نہ دل میں اتر سکا
> کچھ تو مزاجِ یار میں گہرائیاں بھی ہوں" ا

اس موضوع کو جاری رکھتے ہوئے مزید لکھتی ہیں:

> "اور مزاجِ یار میں گہرائیاں بہت ہی آتی ہیں جب یار نے زندگی میں کچھ دھکے کھائے ہوں۔شاید یہ وجہ ہے کہ فراز کے یہاں ہمیں ایسے لوگ بار بار نظر

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

آتے ہیں جن کی باتیں رکی رکی سی اور لہجہ تھکا تھکا سا ہوتا ہے فراز کے بہت
سے پیارے اس طرح اس کی بے وفائی کا زخم دل میں لئے آن ملتے ہیں:

اپنے اپنے بے وفاؤں نے ہمیں یکجا کیا
ورنہ تو میرا نہیں تھا اور میں تیرا نہ تھا" [۲]

پروین شاکر نے اقتباسات میں کافی حد تک اس بات کو کسی طور بیان کرنے کی سعی کی ہے کہ اکثر لوگ احمد فراز پر ٹین ایجز شاعر کا الزام لگاتے ہیں لیکن پروین شاکر کے مطابق احمد فراز محبت میں بھی محبوب کی سلیقہ مندی اور جذبات و احساسات کو سامنے رکھتا ہے ۔ اس کی بات سے اتفاق کی گنجائش موجود ہے۔ لیکن یہاں پر دو مختلف نظریات کے لوگ نظر آتے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جن کا نظریہ پروین شاکر کے نظریے اور خیالات سے مناسبت رکھتا ہے۔ اور دوسرا وہ طبقہ جو یا تو جان بوجھ کر احمد فراز کو ٹین ایجز کا شاعر کہہ کر اس کی شاعری کو محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کے علاوہ دوسرے طبقے میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جنہوں نے احمد فراز کی شاعری کی صرف رومانوی جہت پڑھی یا سنی ہے۔ اس لیے وہ احمد فراز کو ٹین ایجز کا شاعر کہتے ہیں۔ احمد فراز نے غیر ماورائی محبت نہیں کی اور نہ ہی اس کے کبھی قائل رہے ہیں ۔ اس نے محبت کی تو اس کی مجسم تصویر بھی موجود ہے اور اور اس میں غیر روایتی پن بالکل نہیں آتا ۔ عشقیہ شاعری کے لیے صرف عشق و محبت کے جذبات ہی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ چند اور باتیں بھی ضروری ہیں ۔ جس سے محبت کی پوری کہانی قاری تک صحیح انداز میں پہنچ جاتی ہے ۔ پروین شاکر نے اشعار کا سہارا لے کر احمد فراز کا محبوب کے بارے میں تصور کو واضح کر دیا۔ پروین شاکر نے صرف الفاظ کی ہیرا پھیری نہیں کیونکہ میں احمد فراز کی شاعری اور فن کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ موصوف کے ہاں پروین شاکر نے جو اشارہ کیا ہے یہی روایت احمد فراز کے ملتی ہے۔ فراز نے ہمیشہ محبت میں بھی جذبات کے ساتھ ساتھ شعور کی کسی بھی طور پختگی کو مد نظر رکھتا ہے۔ جو فراز کی شخصیت کا آئینہ دار ہے۔

اس موضوع سے متعلق چند اشعار درج ذیل ہیں:

"کیسے اب میں اوروں کو بے درد کہوں
میں بھی تھوڑی دور گیا تھا اُس کے ساتھ" [۳]

"آج کیا دیکھ کے بھر آئی ہیں تیری آنکھیں
ہم پہ اے دوست یہ ساعت تو ہمیشہ گزری"[۴]

"ہمیں نے ترکِ تعلّق میں پہل کی کہ فرازؔ
وہ چاہتا تھا مگر حوصلہ نہ تھا اُس کا"[۵]

ان اشعار سے بھی پروین شاکر کا فراز کے تصورِ محبوب کے بارے میں رائے کا عکس نظر آتا ہے۔ایک جہان دیدہ انسان ہی انہی کیفیات سے گزر سکتا ہے۔عاشق کو دیکھ کر محبوب کی آنکھوں میں آنسو بھر آنا تو ایک خاص عمر میں ہی ہو سکتا ہے۔ڈاکٹر نذیر احمد تبسم نے بھی اس بات کو بیان کرنے میں تامل سے کام نہیں لیا بلکہ اس بات کو برملا بیان کرنے میں کسی قسم کی کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔جس سے پروین شاکر کی بات کو تقویت مل جاتی ہے۔
"آپ اسے teen agers کا شاعر قرار دے کر خود کو تسلی نہیں دے سکتے۔یہ حقیقت ہے کہ اس کے قارئین میں ہر Age group کے لوگ شامل ہیں۔اور ان میں کم یا زیادہ تعلیم یافتہ ہونے کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے۔"[۶]

یہ بات ایک حد تک صحیح اور مناسب ہے کیوں کہ احمد فراز کی شاعری کا سرسری جائزہ لیا جائے تو یہ رائے ضرور سامنے آتی ہے کہ فراز ٹین ایجز کا شاعر ہے اس کا محبوب ٹین ایجز ہی ہو گا۔یہ رائے فراز کے بارے میں کم علمی کی وجہ سے قائم ہوتی ہے لیکن نتائج اس کے بالکل برعکس ہیں۔ڈاکٹر نذیر تبسم نے فراز کی شاعری کو پرکھ کر ہی یہ رائے قائم کی ہے۔جس میں سچائی اور حقیقت کا پہلو نمایاں طور پر موجود ہے۔فراز کی شاعری ہر عمر کے قارئین میں مقبول رہی ہے اسی طرح فراز کا محبوب بھی سمجھ بوجھ رکھنے والا تھا۔فراز نے خود اس بات کو اشعار کے ذریعے بیان کر چکا ہے کہ محبوب میں سلیقہ مندی کا ہونا ضروری ہے۔عشوہ و غمزہ و ادا کے ساتھ اس چیز کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔
پروین شاکر احمد فراز کے تصور محبوب کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

"اگر اردو شاعری کا ایک سرسری جائزہ لیا جائے تو فراز کا محبوب روایتی محبوب سے خاصا مختلف نظر آئے گا۔وہ نہ ولی دکنی کا تیغ انداز ہے نہ میر کا سبزہ خط نہ غالب کی ستم پیشہ ڈومنی نہ ہی دیومالائی حسن کا مالک ،ان کی یکجائی کی وجہ بہت سادہ ہے۔

نبھا رہا ہے یہی وصف دوستی شاید
وہ بے مثال نہ تھا بے نظیر میں بھی نہ تھا

اردو شاعری میں یہ محبوبہ قبلہ داغ دہلوی تک بالا خانہ میں مقیم رہی جگر کے ساتھ پہلی اس نے اپنا پاؤں زمین پہ رکھا اور حسرت کے ساتھ ایوان ادب میں اردو شاعری کی پہلی کرن داخل ہوئی۔اس بنتِ عم کی آمد سے اور کچھ ہوا ہو یا نہیں شاعری ضرور مہذب ہوگئی ۔کوٹھے پہ ننگے پاؤں جانے میں بھی آنگن کا خیال ساتھ رہا ۔اس گھریلوں فضا کا تقدس اپنی جگہ مگر یہ فضا کچھ عرصے اور رہتی تو تندی صہبا سے آبگینہ ضرور پگھل جاتا ۔شاعری صلہ رحمی زیادہ دیر تک اٖفورڈ نہیں کر سکتی ۔رشتہ داروں کے اس قافلے نے افسانوی ادب لطیف کی طرف رخ کیا ۔علامتوں نے انھیں کب کا دیس نکالا دے رکھا تھا ،لیکن خداخواتین کے ڈائجسٹوں کو سلامت رکھے جملہ اعزا اب مستقلاً وہیں آباد ہیں۔"[۷]

درج بالا اقتباس میں پروین شاکر نے احمد فراز کو اس عاشق کے روپ میں پیش کرنے کوشش کی ہے جو کسی خیالی تصویر اور خیالی محبوب کے پیچھے نہیں گھومتا۔احمد فراز کا محبوب گوشت پوست کا انسان ہے جو سانس لیتا ہے ۔اسی طرح اردو کے چند مشہور شاعروں کا حوالہ دے کر فراز کے تصور محبوب کو واضح کرنے لیے ان کے محبوب کے بارے میں تصور کا سہارا لیا ہے۔اس بات میں حقیقت موجود ہے کہ مذکورہ شعراء میں یہ نفسیاتی کیفیت موجود تھی لیکن فراز کے ہاں متضاد تصویر دیکھنے کو ملتی ہے۔حسرت کا حوالہ اس کی مشہور غزل سے لیا ہے کہ حسرت کے ہاں بھی فراز جیسا حال پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر محمد حسن کی یہ تحریر درج کی جارہی ہے۔کہ پروین شاکر نے احمد فراز کے تصور محبوب کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے آیا وہ درست ہے یا غلط ہے۔جس میں احمد فراز کی محبتوں کا حال لکھا ہے۔

"احمد فراز کی دو محبتیں ان کی شاعری کی آب و تاب بن گئیں،پہلی محبت کسی خاتون سے تھی جو رشتہ توڑ کر چلی گئی مگر اپنی قربت کی یادیں اور تڑپ دائی طور پر چھوڑ گئیں جس کا زخم فراز کی شاعری میں نمایاں ہے ۔کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ حسن کے لیے تڑپ شاید اس کی طلب سے زیادہ دل کش اور خوبصورت ہوتی ہے کہ ان سہاروں کے بل پر زندگی کو نئی معنی مل جاتے ہیں یہی نہیں بلکہ زندگی کی مختلف تہیں دھیرے دھیرے کھلنے لگتی ہیں۔"[۸]

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

پروین شاکر اور ڈاکٹر محمد حسن نے احمد فراز کے محبوب کی بات کی ہے تو اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کیوں کہ فراز کا محبوب واقعی کوئی تصوراتی نہیں بلکہ گوشت پوست کا انسان ہے ۔احمد فراز نے محبت کو صحیح معنوں میں نبھانے کی کوشش کی ہے ۔احمد فراز نے اپنے اشعار خود اس بات کا اقرار کیا ہے۔

کہا تھا کس نے تجھے آبرو گنوانے جا
فرآز اور اُسے حالِ دل سنانے جا
سنا ہے اُس نے سوئمبر کی رسم تازہ کی
فرآز تو بھی مقدّر کو آزمانے جا" ۹
تُو خدا ہے نہ میرا عشق فرشتوں جیسا!
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں
اب نہ وہ میں نہ وہ تو ہے نہ وہ ماضی ہے فرآز
جیسے دو شخص تمنّا کے سرابوں میں ملیں" ۱۰

جس طرح احمد فراز کے ہاں محبوب کا تصور ملتا ہے مسعود قریشی مضمون" احمد فراز عہد حاضر کا مقبول ترین شاعر" میں لکھتے ہیں:

"فرآز کی شاعری میں انسانی عشق کا تصور ملتا ہے ۔اس کے ہاں عاشق اور محبوب دونوں انسان ہیں ۔عاشق بھی ہر جائی ہو سکتا ہے اور محبوب بھی با وفا ہو جاتا ہے۔ دراصل یک طرفہ محبت تو ایک واہمہ ہے یا ایک نادر استثنٰی،دو طرفہ عشق بہم ہی انسانی محبتو ں کا آغاز اور اس اصل بنیاد ہوتا ہے ۔یک طرفہ چاہت سے تو محبت جیسا لطیف ربط پیدا ہی نہیں ہو سکتا اور اگر حادثہ ہو بھی جائے تو زندہ نہیں رہ سکتا ۔فراز اسی عشق بہم کا شاعر ہے:

میری ضرورتوں سے زیادہ کرم نہ کر
ایسا سلوک کر کہ میرا حسب حال ہو
مجھ سے بچھڑ کے تو بھی تو روئے گا عمر بھر
یہ سوچ لے کہ میں بھی تری خواہشوں میں ہوں" ۱۱

مسعود قریشی کی تحریر میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ احمد فراز کی محبت دو طرفہ ہے۔اس کی بات قابلِ قبول ہے۔اور معتبر بھی ہے۔ جس کی وجہ سے عشق اور تڑپ کا احساس لفظوں کی زبانی معلوم ہوتا ہے۔احمد فراز نے یک طرفہ محبت نہیں کی بلکہ محبت کے جذبات کا تسلسل دونو ں طرف سے جاری تھا۔اس لیے تو فراز کے ہاں وارداتِ قلبی کا بیان محبت کرنے والوں کے دلوں میں ایسا گھر کر جاتا ہے کہ اس کو سوائے محبوب کے کچھ بھی یاد نہیں رہتا۔اس خصوصیت نے احمد فراز کی غزل کو اور بھی نمایاں کر دیا ہے۔فراز کو محبت کرنے کی بھی ضرورت نہیں رہی کیوں کہ کم عمر لڑکیاں اور ادھیڑ عمر کی خواتین تو فراز کی شاعری اور شخصیت پر خود مر مٹتی تھی اور اس سحر میں خود ہی محصور ہو جاتیں۔دو طرفہ محبت سے ایک ایسی فضا قائم ہو جاتی ہے جس میں نفرتوں سے گزرنا پڑتا ہے اور محبتوں کے سائے بھی لذت اور لطف کا باعث بن جاتی ہیں۔ لیکن فراز کے ہاں نفرتوں کے کا ذکر کہیں بھی نہیں ملتا۔البتہ جدائیوں کے کرب سے ضرور گزرنا پڑا ہے۔ جیسے:

"جس کے ہجر اں میں کتابوں پہ کتابوں لکھ دیں
اس پہ گر حال ہمارا نہیں کھلتا نہ کھلے"[۱۲]

ان اقتباسات کی روشنی میں حقیقی طور پر تصویر کھینچی جائے تو فراز کا محبوب کے بارے میں تصور مختلف ہے۔ڈاکٹر اے۔بی۔اشرف نے احمد فراز کے محبوب کے بارے میں تصور کو کچھ یوں بیان کیا ہے۔

"محبت اور قرب کے روز وشب کے لیے ناسٹلجیا بن جاتے ہیں۔ گزرے ہوئے زمانے اور ان کی یاد میں مشرقی انداز نظر کا ناگزیر حصہ رہا ہے۔ غزل میں تو ماضی کی خوشگوار یادیں نہ صرف شاعر کو بلکہ ہر صاحب احساس شخص کو اپنی یادیں لگتی ہیں کیونکہ وہ بھی حال کی تلخیوں اور مستقبل کی ناامیدیوں کو ان کے یادوں کے سہارے قابل برداشت بناتا ہے۔فراز کی یادیں ہمیں بھی ایک قسم کا سہارا دیتی اور دل بہلاتی ہیں۔

کس کو گماں ہے اب کے مرے ساتھ تم بھی تھے
ہائے وہ روز وشب کہ میرے ساتھ تم بھی تھے
یادش بخیر عہد گزشتہ کی صحبتیں
اک دور تھا عجب کہ مرے ساتھ تم بھی تھے

محبوب کا ساتھ چھٹنے پر محبوب کی بے وفائی کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتے بلکہ اسے اپنی کوتاہی سمجھتے ہیں۔شکوہ کرنے کا انداز بھی کتنا پُر خلوص ہے،یہ قرینہ فراز کی غزل کا وصف خاص ہے۔"[۱۳]

احمد فراز کی عشق کی خاصیت یہ کہ اس میں انسان کا تصور ماورائی نہیں غیر ماورائی ہے ۔جیتا جاگتا انسان ہے سید احتشام حسین اس حوالے سے رقمطراز ہیں :

"فرآز کی غزل قلبی واردات اور داخلیت کا بیان ہے ۔"[۱۴]

سید احتشام حسین نے احمد فراز عشق کی بات اپنی ذات سے متعلق کرتا ہے۔اور اپنے محبوب کو عشق کا محور جانتا ہے۔سید احتشام حسین نے احمد فراز کی غزل کو قلبی واردات اور داخلیت کا بیان قرار دیا ہے۔داخلیت کا مفہوم واضح ہو جانے کے بعد فراز پر کیے گئے تبصرے میں
سید احتشام حسین بے شک اپنی رائے میں حق بجانب ہے۔

اشعار کا حوالہ:

"چل نکلتی ہیں غمِ یار سے باتیں کیا کیا
ہم نے بھی کیں درودیوار سے باتیں کیا کیا
ہم ہیں خاموش کہ مجبورِ محبت تھے فرآز
ورنہ منسوب ہیں سرکار سے باتیں باتیں کیا کیا"[۱۵]

نظیر احمد صدیقی کتاب " جدید اردو غزل ایک مطالعہ "میں لکھتے ہیں:

"فرآز کے پاس کہنے کے لیے ہمیشہ کچھ نہ کچھ رہا ہے اور وہ غزل کے اسلوب میں کہنا بھی جانتے ہیں ۔فرآز کی غزل بنیادی طور پر عشقیہ شاعری ہے اور ان کی شاعری کا عاشق عہدِ حاضر کے عشق کا صحیح نمائندہ ہے ۔غالباً یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری اس دور کے نوجوانوں کو اپنے دل کی بات معلوم ہوتی ہے ۔"[۱۶]

نظیر احمد صدیقی کی بات ایک لحاظ سے ادھوری ہے۔اس بات میں تو وہ حق بجانب ہے اور یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ احمد فراز کی غزل سے نوجوان زیادہ متاثر ہوئے دکھائی دیتے ہیں لیکن یہ بات بھی بیان کرنا

ISSN(**Print**): 2709-9636 | ISSN(**Online**): 2709-9644
Volume 2, Issue IV, (October to Decmber2021)

ضروری ہے کہ بڑے بزرگ بھی اس میں اپنے لیے تسکین کا سامان ڈھونڈتے ہیں ۔احمد فراز نے وارداتِ قلبی کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کرنے کوشش کی ہے:

"قربتوں میں بھی جدائی کے زمانے مانگے
دل وہ بے مہر کے رونے کے بہانے مانگے
دِ ل کسی حال پہ قانع ہی نہیں جانِ فرازؔ
مل گئے تم بھی تو کیا اور نہ جانے مانگے"[۱۷]

ان اشعار میں اگر ایک طرف قربتوں اور جدائی کا ذکر ہے تو دوسرے شعر میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ لوگ تو خوا مخواہ لوگوں کے پیچھے جھوٹی کہانیاں پھیلاتے ہیں جس کا کبھی کبھار حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔اب یہاں نظیر احمد صدیقی کی رائے سامنے آتی ہے کہ کس حد تک حق بجانب ہے۔کیوں کہ صرف ان دو اشعار میں کا مطالعہ بھی کریں تو اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ احمد فراز ہر عمر اور ہر عہد کے لوگوں کا شاعر ہے ۔فراق عشق کے بارے میں کہتے ہیں:

"عشق اس وقت عشق بنتا ہے جب عاشق محض عاشق نہ ہو بلکہ کافی حد تک ایک مکمل انسان ہو۔۔۔۔۔بغیر ملّی ،اخلاقی اور سیاسی محرکات کے یہ عشقیہ شاعری ممکن بھی نہیں ۔۔۔۔۔بڑے عاشق کا عشق اتنا بڑا نہیں ہوتا جتنا بڑے انسان کا عشق ہوتا ہے ۔۔۔۔۔عشق صرف دل کا معاملہ نہیں ہے بلکہ دل سے زیادہ دماغ کا معاملہ ہے ۔چھوٹے دماغ کا آدمی بڑے سے بڑا عاشق ہوکر کورا یا نرا عاشق ہوتا ہے ،بڑا عاشق نہیں ہوتا ۔۔۔۔۔بڑی عشقیہ شاعری کی نگاہ میں جہاں ایک طرف معشوق ہوتا ہے وہاں دوسری طرف قومی زندگی اور اس کے امکانات ہوتے ہیں ۔"[۱۸]

پروین شاکر نے احمد فرازؔ کے اس جذبے کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

"احترام اور محبت کی فضا دراصل اس بات سے مشروط ہے کہ آپ نے محبت کس سے کی ،جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ جادو چاہے دیوتا بنا دے اور چاہے تو راکشس،فرازؔ کو عشق نے فرشتہ بنایا نہ شیطان۔ہماری ملاقات ایک بھر پور انسان

سے ہوتی ہے جو فریق مخالف کے انسان ہونے پر بھی پورا یقین رکھتا ہے اور ملنے ملانے میں حجابوں کو خاصی Outdated چیز سمجھتا ہے ۔فرآز اُردو کا پہلا شاعر ہے ،جس نے عشق کو آسودگی کا تصور بخشا ہے ۔"[۱۹]

حوالے کے لیے اس شعر کو بیان کیا جاتا ہے:

آج اس نے شرفِ ہم سفری بخشا تھا
اس طرح سے کے مجھے خواہش، منزل نہ رہے"[۲۰]

فراق نے عشق کے بارے جو کہا ہے اور پروین شاکر نے احمد فراز کے عشق کے جذبے کے بارے جو کچھ کہا ہے ان دونوں میں کہیں نہ کہیں مماثلت نظر آتی ہے۔ فراق نے اوجِ عشق کے بارے میں کہا ہے کہ ان کا کرنے والا ایک بھرپور انسان بھی ہونا ہے۔اور پروین شاکر نے کہا کہ احمد فراز ایک بھرپور عاشق بھی تھے اور ایک بھرپور انسان بھی تھے۔ جس نے کبھی بھی اپنے محبوب کے بارے میں کوئی خاص گلہ شکوہ کرنے کی بات نہیں کی بلکہ اگر بچھڑنے کی بات بھی ہے تو اس میں بھی یہ خیال رکھا ہے کہ محبوب کے اوپر کسی قسم کا حرف نہ آئے۔احمد فرآز نے کبھی عشق کو اپنے لیے پچھتاوا نہیں سمجھا ۔نہ عشق کی کہیں مذمت کی ہے نہ ہی عشق کو بھاری سمجھا ہے بلکہ اس کے بر عکس عشق فراز کے لیے آسودگی اور اطمینان کا باعث ہے ۔اس لیے اگر فراق کا عشق کے بارے میں رائے اور پروین کی رائے کو درست مانتا ہوں۔

محمد احمد شمسی نے احمد فراز کے عشق کو اس انداز میں پرکھنے کی کوشش کی ہے:

"فراز کا عشق افلاطونی نہیں سو فیصد گوشت پوست کے انسان کا عشق ہے اس میں تکلف تصنع وضع داری اور ایسی ہی باقی تمام روایتی اقدار کے لیے نہ کوئی احترام ہے نہ ان کی کوئی گنجائش !یہ جذبات کی حقیقت کو بے جھجک تسلیم کر لیتے ہیں اور صنف مخالف سے بھی اس واقعیت پرستی کے خواہاں ہیں:

تو خدا ہے نہ مرا عشق فرشتوں جیسا
دونوں انساں ہیں تو کیوں اتنے حجابوں میں ملیں"[۲۱]

احمد فراز کے عشق کے بارے میں مسعود قریشی، نظیر احمد صدیقی، پروین شاکر اور فراق کے درج بالا اقتباسات کو سامنے رکھیں تو ایک ہی نکتہ جس کو محمد احمد شمسی نے بھی بیان کیا ہے کہ فراز کا عشق ایک انسان سے تھا نہ

کوئی ماورائی مخلوق یا پھر کوئی تصوراتی محبوب سے جس کو فراز نے بیان کیا ہو۔ فراز کی شاعری میں کہیں بھی ماورائی محبوب کا تصور نہیں پایا جاتا۔ یہاں پر اس بات کو بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ فراز نے اگر مزاحمت بھی کی ہے تو اس میں حقیقی رنگ موجود ہے۔ صرف شاعری کو ذریعہ اظہار نہیں بنایا بلکہ عملی طور پر بھی اس کا ثبوت پیش کیا۔ اسی طرح محبت اور عشق کا معاملہ بھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ پروین شاکر، مشمولہ، ادبیات، سہ ماہی، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۳۳
۲۔ ایضاً، ص ۳۳
۳۔ بے آواز گلی کوچوں میں، احمد فراز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، سن اشاعت ۲۰۱۰ء، ص ۱۴
۴۔ نابینا شہر میں آئینہ، احمد فراز، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، سن اشاعت ۲۰۰۶ء، ص ۳۲
۵۔ نایافت، احمد فراز، اسلام آباد، دوست پبلی کیشنز، اشاعت ۲۰۱۱ء، ص ۶۷
۶۔ نذیر تبسم، سرحد کے اردو غزل گو شعراء (قیام پاکستان کے بعد)، پی ایچ ڈی مقالہ، شعبہ اردو، پشاور یونیورسٹی، ۲۰۰۳ء، ص ۵۴
۷۔ پروین شاکر، مشمولہ، ادبیات، سہ ماہی، اسلام آباد، اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۳۲، ص ۳۳
۸۔ محمد حسن، ڈاکٹر، سہ ماہی ادبیات، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء، ص ۷۵
۹۔ نایافت، احمد فراز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، سن اشاعت ۲۰۱۱، ص ۴۹
۱۰۔ درد آشوب، احمد فراز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، سن اشاعت ۲۰۱۰، ص ۱۷۷، ص ۱۷۸
۱۱۔ مسعود قریشی، مشمولہ، پاکستان میں اُردو، تیسری جلد: اباسین، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، سن اشاعت ۲۰۰۶ء، ص ۲۷۷، ص ۲۷۸
۱۲۔ خواب گل پریشاں ہے، احمد فراز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، سن اشاعت ۲۰۱۰ء، ص ۹۷
۱۳۔ ارتباط، ص ۲۴، ص ۲۵
۱۴۔ تنقیدی جائزے، سید احتشام حسین، اسلام آباد، ص ۶۸
۱۵۔ اے عشق جنوں پیشہ، احمد فراز، اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ص ۵۲، ص ۵۳

۱۶۔جدید اردو غزل ایک مطالعہ ،نظیر صدیقی ،لاہور ؛ گلوب پبلشرز ،طبع اول ۱۹۸۴ء، ص۱۱۹، س ۱۲۰

۱۷۔درد آشوب،احمد فراز،اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،سن اشاعت ۲۰۱۰ء،ص۱۶،ص۱۷

۱۸۔ماہ نو،احمد فراز نمبر،ڈائریکٹوریٹ آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز،جنوری۲۰۰۹ء،ص ۱۳

۱۹۔پروین شاکر،مشمولہ،ادبیات،سہ ماہی،اسلام آباد،اکادمی ادبیات پاکستان،اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۸ء،ص۳۲

۲۰۔ایضاً،ص ۳۲

۲۱۔جریدہ"احمد فراز نمبر"،مشمولہ،محمد احمد شمسی،اسلام آباد:دوست پبلی کیشنز،سن اشاعت ۱۹۹۴ء،ص۳۶